ہزار افراد پر مشتمل تھے جمع کیا تھا اور اس تقریب میں اس خاندان کے سب لوگوں کو اجتماعی شادیوں کا موقع فراہم کیا۔ ایسے لوگ جو برادریوں میں شادی کے لمبے چوڑے خرچوں کی وجہ سے عاجز تھے، انہیں کہا کہ یہ ہم سب کا اکٹھا ایک ساتھ ولیمہ ہوگا۔ آپ کو کسی قسم کے خرچ اٹھانے کی زحمت نہیں کرنی ہوگی۔ خرچ میرا ہوگا جب کہ نام پورے خاندان کا ہوگا۔ یہ وہ روایات ہیں جو آج کل کی شادی و بیاہ کی رسموں کو ختم کرنے اور بریک لگانے کیلئے نہایت ہی موزوں اور اسے عملی بنانے کا تقاضا ہمارا معاشرہ بانگ دہل کر رہا ہے۔ لیکن پہل کون کرے؟ اس کیلئے تو ظہیر الدین جیسے لوگ چاہیے۔

خدا کے بندے ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ والہانہ تعلق:

عم مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی ذات پر آپ سخت فریفتہ اور عاشق تھے۔ جب بھی آپ لاہور جاتے تو ان کی رہائش، آرام و خدمت کے جملہ سہولیات پہنچانے میں پیش پیش رہتے نہ صرف خود بلکہ اپنے تمام بچوں کو دست بستہ کھڑا کروا دیتے تھے۔ افسوس! آج ہم ان گوناگوں صفات کے حامل شخصیت کو کھو بیٹھے۔ اللهم اغفره واجعل الجنة مثواه جنازہ اگلے دن نماز عصر کے بعد لاہور کے ملٹری سوسائٹی کے وسیع و عریض پارک میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی امامت میں ادا کیا گیا۔ جس میں علمائے کرام جمعیت علماء اسلام کے اراکین اور پاکستان کے مختلف علاقوں کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

حضرت مولانا گلریز حقانیؒ کا وصال

معذور عالم دین، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل حضرت مولانا گلریز حقانی ۷ ستمبر ۲۰۱۸ بمطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ کو مختصر علالت کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم کا جنازہ جمعہ کے دن عصر کی نماز سے قبل چار بجے برادرم مولانا حامد الحق صاحب نے ان کے گاؤں میشک میں پڑھایا۔ احقر کے علاوہ گردونواح کے درجنوں علماء اور سینکڑوں عوام الناس نے جنازہ میں شرکت کی۔

سخت تکلیف دہ صورتحال میں طلب علم: آپ جیسی شخصیت کو معذوری کے باوجود علم کے تمام مدارج طے کرنے پر داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔ آخری دس پندرہ سال تو کھانا کھانے میں بھی دوسروں کے محتاج ہو گئے تھے۔ طالب علمی انہوں نے اس حالت میں نبھائی کہ معذوروں کی سائیکل پر دوسرے ساتھی کھینچتے ہوئے دریائے کابل تک لاتے، اور پھر کشتی کے ذریعے پار کروا کر دارالعلوم تک

پہنچاتے ۔کبھی اُن کے بھائی گدھے اور خچر پر بٹھا کر لاتے ، دارالعلوم کے صحن سے وہ ہاتھوں کے بل پر درسگاہوں تک پہنچتے ،اس سخت تکلیف دہ صورتحال کے باوجود کبھی کسی حالت میں سبق سے ناغہ کرنا گوارا نہ کیا۔ ۱۹۷۷ء سے لیکر ۱۹۸۹ء تک تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا۔

آپ ۱۹۶۲ء میں عبدالمطلب کے ہاں موضع میشک ضلع نوشہرہ میں پیدا ہوئے، پانچویں جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی،اسی دوران معیادی بخار میں ان کے ہاتھ پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا اور وہ رفتہ رفتہ ہمیشہ کے لئے دوسروں کے محتاج ہو چلے۔لیکن اس حالت میں بھی انہوں نے بے صبری و ناشکری کے کلمات کبھی اپنی زبان پر نہیں لائے۔

اساتذہ سے تعلق اور تدریسی خدمات : حقانیہ اور اسکے اساتذہ کے ساتھ حد درجہ والہانہ تعلق خاطر آخری عمر تک برقرار رہا۔فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں تدریس کا کام شروع کیا،تیس برس تک صرف ونحو اور ابتدائی فنون برابر پڑھاتے رہے۔

فن نحو میں مہارت اور فراغت کے بعد طلب علم کا شوق : آپ کے شاگردوں کا کہنا ہے جب آپ کسی نحوی مسئلہ میں افہام وتفہیم کیلئے بحث کرتے تو اس کے لئے دلائل کے انبار لگا دیتے،ثبوت کے لئے تحریری سنبٹ ،عبدالغفور شرح جامی،دروس الکافیہ،خادمہ،تنویرالجامی اور تحریر کاٹلنگ کسی کتاب کو نہ چھوڑتے،طلباء کے ساتھ انتہائی محنت فرماتے،آپ کے ایک شاگرد مولانا محمد طاہر حقانی،فاضل حقانیہ کا کہنا ہے کہ مجھے ان کے ساتھ تیرہ سال تک خدمت و رفاقت میسر رہی۔علم کی تشنگی تادم مرگ اُن میں برقرار رہی، کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے ساتھ مولانا محمد شعیب آپ جھنڈئی مردان سے پڑھنے کے لئے داخلہ لیا،اس دوران ان سے کافیہ قال اقول اور ترجمہ قرآن کے سلسلے میں استفادہ میں شریک ہوتے رہے۔دور دراز کے علماء سے ملاقاتوں کے لئے بھی معذوری کے باوجود ہمہ تن مستعد رہتے۔مرحوم کی شخصیت میں ہم جیسے صحت منداور تمام اعضاء وقویٰ سے برابر لوگوں کے لئے یہ سبق ہے کہ کسی حال میں بھی اللہ کی ناشکری نہ کرو،اور اپنے مقصد کے لئے برابر جستجو جاری رکھو۔

اساتذہ وہم درس ساتھی : آپ کے اساتذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ،حضرت مولانا فضل مولیٰ ،مولانا محمد علی،مولانا محمد ہاروت،مولانا اُسید اللہ رحمھم اللہ بھی شامل ہیں۔شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ سے تفسیر قرآن میں بھرپور استفادہ کیا۔مولانا مفتی غلام قادر،مولانا مفتی ذاکرحسن اور مولانا شوکت علی حقانی آپ کے ہم درس ہیں۔مولانا گلریز اسم بامسمیٰ شخصیت کے مالک تھے جو علم وحکمت کے گل ولالہ تلامذہ کے سامنے پیش کرتے رہتے۔